ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1, 2024

بین الاقوامی تجارت کا فروغِ اسلام میں کلیدی کردار: مسلم تاجروں کے دعوتی و تبلیغی اثرات کا جائزہ

The key role of international trade in the promotion of Islam

☆ڈاکٹر محمد افضل :اسسٹنٹ پروفیسر منہاج یونیورسٹی لاہور، پاکستان
☆☆محمد ابوبکر :ایم فل۔اسکالر، منہاج یونیورسٹی لاہور، پاکستان

Abstract
If the effects and outcomes of the first three centuries of global trade are analized, it is evident that traders were the ones who initially brought the message of Islam to nations outside of the Arabian Peninsula, including India, Sri Lanka, the Far East, Europe, and African nations. Some of these regions have never been visited by an Islamic army, and the only reason Islam is promoted there is because traders have made the effort to invite them. Due to the traders who began visiting these regions for the sake of trading since the time of the Sahaba and the Tabieen, the sizable Muslim population of the Indonesian Islands, all the Muslims in the Malaya Islands, and all the Muslims in the Southern Philippines converted to Islam. In addition to trading, these merchants regarded the Islamic Da'wa as their primary responsibility. Thus, it is no exaggeration to argue that free trade among different regions has been essential to the promotion of Islam. The advancement of civilizations is one benefit of global trade. History has shown that trade is the only profession or medium available for the global spread of civilization. In addition to being hubs of trade, Baghdad, Basra, Damascus, Meru (a city in Kenya), Herat, and Bukhara served as repositories for Islamic sciences and civilization during the Abbasid era.
Keywords:global trade, promotion of Islam, global civilization, Islamic Da'wa, hubs of trade, free trade.

بین الاقوام تجارت کا ایک ثمرہ یہ بھی ہے کہ اس سے تہذیبیں فروغ پذیر ہوتی ہیں۔تاریخ شاہد ہے کہ تجارت سے بڑھ کر تہذیب کے پھیلاؤ کا کوئی اور ذریعہ دنیا میں موجود نہیں ہے۔ تجارت کے ذریعے غیر ملکی رابطوں، خیالات کا تبادلہ و توسیع، عوام کی ترقی، ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کا رجحان ایسے مسلسل واقعات ہیں کہ ایک سے دوسرا بطور علت و معلول کے خود بخود پیدا ہوتا چلا جاتا ہے۔اس کی دلیل یہ ہے کہ حضور نبی کریم نے بھی ابتداءً مکہ کے تجارتی مراکز اور مجالس کو اپنی تبلیغی سرگرمیوں کا محور بنایا اور ان کے توسل سے دیگر اقوام تک اپنا پیغام پہنچایا۔ڈاکٹر نور محمد غفاری تحریکِ اسلامی کے فروغ میں تجارتی سرگرمیوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"آپ نے مکہ میں تجارتی میلوں اور اَیّامِ حج کو اپنی تبلیغی سرگرمیوں کا محور بنایا۔کیونکہ شہر مکہ مکرمہ سے باہر نکل کر غالباً آپ کو تبلیغ کی اجازت تھی۔ان میلوں میں عرب کے تمام قابلِ ذکر قبائل شریک ہوا کرتے تھے اور آپ a اس اجتماع کو غنیمت جان کر وہاں تشریف لے جاتے اور آنے والے قبائل کو تبلیغ فرماتے۔اس طرح آپ نے قبائل عرب میں سے حنیفہ، محارب، بنو ذہل بن شیبان، بنو عامر بن

صعصعہ، غسان، فزارہ، بنو نضر، کندہ، سلیم، کلب، بنو ا لبکاء، حضارمہ حارث بن کعب، عبس، عذرہ، مرہ وغیرہ سے ملاقاتیں کیں اور انہیں اسلام کی دعوت دی۔[1] آپ ہر قبیلہ کے ٹھکانہ پر تشریف لے گئے اور ہر ایک کو ایک ہی دعوت دیتے جس میں دنیا میں معاشی خوشحالی اور سرداری اور آخرت میں سرفرازی کا وعدہ فرماتے۔"[2]

عہدِ نبوی میں تجارتی منڈیوں کا یہ سلسلہ دومۃ الجندل سے شروع ہو کر عراق، بحرین، عمان، حضرموت، یمن سے ہوتا ہوا حج کا زمانہ مکہ میں گزار کر شام میں آ کر ختم ہو جاتا تھا۔حج کے دنوں میں ہی آپ ان تجارتی اجتماعات کے توسط سے اپنا پیغام لوگوں تک پہنچاتے۔اس طرح یہ پیغام دیگر علاقوں کے تاجروں کے ذریعے پورے عرب میں پھیل جاتا۔ مزید برآں حضور نبی اکرم a نے بعثت سے قبل بھی تجارتی مقاصد کے لیے شام،یمن اور بحرین کے سفر کیے تھے۔

ڈاکٹر خالدہ گیلانی اسلامی تہذیب کے فروغ میں تاجروں کے کردار کا ذکر کرتے ہوئے لکھتی ہیں:

"عہد عباسی میں بغداد، بصرہ، دمشق، میرو(کینیا کا شہر)، ہرات اور بخارا نہ صرف تجارت کے مراکز تھے بلکہ تہذیب اور علوم اسلامیہ کے مخزن بھی تھے۔آٹھویں صدی عیسوی تک اہل علم اور صوفیاء کی تعلیم کا یہ جزو تھا کہ وہ غیر ملکوں میں سفر کریں،اس طرح اہل علم اور اہل طلب قافلوں اور تاجروں کے جہازوں کے ساتھ دنیا کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک آسانی سے پہنچ جاتے تھے۔عہدِ عباسی میں دولت کی فراوانی، صنعت و حرفت اور زراعت میں دلچسپی، شاہراہوں اور سڑکوں کا قیام، ان شاہراہوں کا پر امن ہونا اور تجارت کا فروغ ایسے عوامل ہیں جنہوں نے ایک نئی تہذیب اور نئے تمدن کو جنم دیا۔جو عربی عجمی عناصر سے ظہور پذیر ہوئی اور "تہذیب اسلامی" کے نام سے دنیا میں اپنے آپ کو منوایا۔"[3]

مسلمان تاجروں کے مشرقی و مغربی تہذیب پر اثرات

کاروبار تجارت کے ساتھ ساتھ مسلم تاجروں نے کس طرح دیگر تہذیبوں کو متاثر کیا، اس کا عملی ثبوت یہ ہے کہ یہ تاجر مشرقی و وسطی افریقہ، بحر الکاہلی جزائر، ملایا اور چین میں گئے تو تجارت کی غرض سے تھے مگر تہذیبی و ثقافتی حوالے سے وہاں کا نقشہ بدل آئے۔ڈاکٹر غلام جیلانی برق (1901ء-1985ء) لکھتے ہیں:

"یہ انڈونیشیا کے ساڑھے سات کروڑ، ملایا کے نوّے لاکھ، چین کے پانچ کروڑ اور شرقی و وسطی افریقہ کے آٹھ کروڑ[4] مسلمان ان تاجروں کی یاد دلاتے ہیں جو آج سے تیرہ سو سال پہلے ان علاقوں میں بہ غرض تجارت گئے تھے۔ کتنی ہی ایسی منڈیاں ہیں جہاں عیسائی اور مسلمان صدیوں ملتے رہے۔ مثلاً مصر، تیونس، کریٹ، قبرص، جزائر، یونان و اندلس، شام، انطاکیہ، آرمینیہ، عراق وغیرہ۔ڈاکٹر گستاؤلی بان[5] لکھتے ہیں کہ عرب تاجر دریائے والگا کے راستے فن لینڈ تک جاتے

JAHAN E TAHQEEQ جہانِ تحقیق
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1, 2024

تھے۔ان جزائر سے کئی سو عرب سکے۔ملے ہیں اور یہ اس امر کی واضح شہادت ہے کہ عرب وہاں تجارت کے لیے گئے تھے۔"(6)

ایشیائی اسلامی ممالک کس طرح اسلامی اقدار کی ترویج میں کردار ادا کر سکتے ہیں،اس حوالے سے ڈاکٹر رفیق احمد لکھتے ہیں:

"حالیہ دہائیوں میں دُنیا کے مختلف خطوں میں علاقائی معاشی تنظیموں کی حیرت انگیز کامیابیوں نے یہ ممکن بنادیا ہے کہ اگر ایشیائی اسلامی ممالک بھی انہی خطوط پر اپنے آپ کو منظّم کر سکیں تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ عالمی انسانی تحریکوں پر اسلام کی اعلیٰ و ارفع اقدار کی ترویج کے لئے اثر انداز نہ ہو سکیں۔"(7)

مسلمان تاجروں کی ترجیحات میں فروغ اسلام کا جذبہ اس حد تک غالب تھا کہ وہ اموال تجارت کے ہمراہ اپنا فکر و فلسفہ، تہذیب و ثقافت اور نظریہ حیات بھی ساتھ لے جاتے تھے۔وہ جس علاقے میں بھی جاتے وہاں کے لوگوں کو ظلم و جہالت، بداخلاقی، بت پرستی اور اوہام و اباطیل ترک کرکے خدائے واحد کی پرستش اور پاکیزگی و بلند اخلاق کی دعوت دیتے۔

ایک مومن تاجر کا وظیفہ— اشاعتِ اسلام

یہ بات تاریخی طور پر متحقق ہے کہ ایک سچا اور دیانت دار تاجر اپنے طرز عمل اور اخلاقیات سے اسلامی تعلیمات کی نشر و اشاعت اور فروغ کا باعث بنتا ہے۔تاریخ گواہ ہے کہ جہاں جہاں سے مسلمانوں کے تجارتی قافلوں کا گزر ہوا وہاں گردونواح کی آبادیاں دائرہ اسلام میں داخل ہوتی چلی گئیں۔یہی وجہ ہے کہ بحر ہند کی بندرگاہیں بمبئی، سیلون، کراچی اور اسی طرح ملتان اور ہند و چین کے دیگر شہر جہاں مسلمانوں کے تجارتی قافلے گزرے، وہاں کی آبادیاں آج بھی مسلمان ہیں۔چین اور کوریا وغیرہ میں پائے جانے والے مسلمان انہیں تاجروں کی یادگار ہیں۔ڈاکٹر ڈاکٹر محمود احمد غازی (۱۹۵۰-۲۰۱۰ء) ایک مسلمان تاجر کا وظیفہ اور مقصدِ حیات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اسلامی تاریخ میں تاجروں اور تجارت سے وابستہ حضرات نے مقاصدِ اسلام کی تکمیل میں بہت نمایاں حصہ لیا ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ جتنے ابتدائی تاجرانِ اسلام تھے وہ سب داعیانِ اسلام بھی تھے۔ان میں سے بہت سے کبار فقہائے اسلام اپنے ذریعۂ روزگار کے اعتبار سے تاجر بھی تھے۔حضرت امام ابو حنیفہ کوفہ کے بڑے تاجروں میں شمار ہوتے تھے۔حضرت امام لیث بن سعد مصر کے بڑے تاجروں میں شمار ہوا کرتے تھے۔یہی کیفیت دوسرے متعدد فقہائے کرام کی ہے۔"(8)

تاجروں کے توسط سے کس طرح برصغیر اور چین تک اسلام کا پیغام پہنچا۔اس حوالے سے محمد اسحاق بھٹی(1925- 2015ء) لکھتے ہیں:

''اس زمانے میں چونکہ برصغیر اور عرب و چین میں تجارت کی وجہ سے ایک دوسرے ملک کے لوگوں کی آمد و رفت کا سلسلہ جاری تھا، اس لیے رسول اللہ a کی بعثت و نبوت کی خبر برصغیر کے علاوہ چین میں بھی پہنچ گئی تھی۔''(9)

ذیل میں اُن چند علاقوں کا ذکر کیا جاتا ہے جہاں مخلوقِ خدا تاجروں کے وسیلہ سے دین خدا سے روشناس ہوئی:

تاجروں کے ذریعے دین سے روشناس ہونے والے علاقے

ا۔جزائر مالدیپ میں اسلام کی اشاعت

پروفیسر ٹی ڈبلیو آرنلڈ (1864-1930ء)(10) جزائر مالدیپ(Island of Maldives) میں فروغِ اسلام میں مسلمان تاجروں کی مساعی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''آج کل 'جزائر مالدیپ' اور 'لکادیپ' کی تمام آبادی مسلمان ہے۔ان جزیروں میں اسلام غالباً مالابار ہی کے راستے سے پھیلا تھا اور یہاں کے باشندے عرب اور ایرانی تاجروں کے ذریعے سے مسلمان ہوئے تھے۔یہ تاجر ان جزیروں میں آباد ہوئے اور انہوں نے مقامی عورتوں سے شادیاں کیں اور اس طرح سے عملی تبلیغ کا راستہ صاف کر دیا۔اندازہ ہے کہ جزائر مالدیپ کا پہلا مسلمان سلطان احمد شنورازہ 1200ء کے قریب اسلام لایا تھا۔لیکن یہ بات عین ممکن ہے کہ اس سے تین سو سال پہلے مسلمان تاجروں نے ان جزیروں میں اسلام کی ترویج کی ہو۔''(11)

۲۔دکن میں تاجروں کے توسل سے اسلام کا پھیلاؤ

پروفیسر آرنلڈ(Prof. T. W. Arnold) عرب تاجروں کی کوشش سے دکن میں فروغ اسلام کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ہندوستان کے مغربی ساحل پر نہایت قدیم زمانہ سے عرب تاجروں کی آمد و رفت رہی ہے، چنانچہ دسویں صدی عیسوی میں عرب لوگ 'کونکن' کے بہت سے شہروں میں بکثرت آباد تھے اور وہاں کی عورتوں سے شادیاں کر کے اپنے دین و آئین کے مطابق زندگی بسر کر رہے تھے۔بہمنی خاندان (1347ء تا 1490ء) اور بیجا پور کے حکمرانوں (1489ء تا 1686ء) کے عہد میں عربوں کو دکن میں آباد ہونے کی تازہ تحریک ہوئی۔چنانچہ تاجروں اور سیاحوں کے ساتھ مسلمان مبلغ بھی دکن میں وارد ہوئے تا کہ اس ملک میں اسلام کی تبلیغ کریں اور جو لوگ منکر ہیں ان کو اپنے وعظ و نصیحت اور اپنی ذاتی مثال سے مسلمان کریں''(12)

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1, 2024

۳۔ہند و سندھ میں اشاعت اسلام

ہندوستان اور سندھ کے مختلف شہروں میں تاجروں کے توسل سے تبلیغ اسلام کیسے ہوئی، اس حوالے سے پروفیسر ٹی ڈبلیو آرنلڈ لکھتے ہیں:

”تبلیغی کوششیں بلاشبہ مسلمان تاجروں کی بہت سی جماعتوں کے ذریعے سے جاری رہیں جو اپنے مال تجارت کے ساتھ ساتھ اپنے دین کو بھی ہندوستان کے بت پرست شہروں میں لے جاتے تھے۔دسویں اور بارھویں صدی عیسوی کے عربی جغرافیہ نگاروں (اصطخری اور ابن حوقل وغیرہ) نے ساحل ہند اور اندرون ملک کے بہت سے ایسے شہروں کے نام لکھے ہیں جہاں مسلمانوں نے اپنی مسجدیں بنا رکھی تھیں اور وہ مقامی راجاؤں کی حفاظت اور سرپرستی میں رہتے تھے، بلکہ ان راجاؤں نے ان کو اپنی شریعت کے مطابق زندگی بسر کرنے کی اجازت دے رکھی تھی۔یہ امر باعث تعجب ہوتا اگر یہ مسلمان تاجر، جو بت پرستوں کے شہروں میں جابجا پھیلے ہوئے تھے، تبلیغ اسلام میں ویسی ہی سرگرمی اور ہمت نہ دکھلاتے جو مسلمان تاجروں نے دوسرے ملکوں میں دکھلائی تھی۔غالباً ایسے ہی تاجروں کی تلقین سے 'سمّہ' قوم کے لوگوں نے اسلام قبول کیا تھا جو سندھ پر 1351ء سے لے کر 1521ء تک حکمران رہے۔“(13)

۴۔چین میں ترویجِ اسلام

مشرق بعید کے ممالک چین، انڈونیشیا اور ملائشیا وغیرہ میں اسلام کا پیغام جہاد کی بجائے مسلمان تجار کے ذریعے پہنچا۔ چین میں اسلامی لشکر تو ولید بن عبدالملک(668۔715ء) کے دور میں حضرت قتیبہ بن مسلم(668۔715ء) کی کمان میں آیا مگر اسلام کی کرنیں مسلمان تاجروں کے ذریعے پہلے ہی چین کے در و بام پر پڑ چکی تھیں۔اہل چین کی اپنی ہی روایت کے مطابق نبی کریم a نے اپنے بزرگ صحابی حضرت وہب بن ابی کبشہ g کو چین کے بادشاہ کے پاس سفیر بنا کر بھیجا تھا۔مگر مصادر عربیہ میں ان کا تذکرہ نہیں ملتا۔(14) بلادِ عرب اور چین میں تجارتی تعلقات تو آپ a کی ولادت سے بہت پہلے ہی سے قائم تھے۔دیار عرب ہی کے واسطہ سے مشرقی ملکوں کی بیشتر پیداوار شام اور مشرقی بحیرۂ روم کی بندرگاہوں میں پہنچتی تھی۔چنانچہ چھٹی صدی عیسوی میں چین اور بلادِ عرب کے درمیان سیلون(Salon) کے راستے سے خاصی تجارت ہوتی تھی(15)۔ مشرقی ممالک خصوصاً چین میں اسلام کب پہنچا، اس حوالے سے پروفیسر آرنلڈ تحریر کرتے ہیں:

"ساتویں صدی کے اوائل میں چین، ایران اور عرب کی باہمی تجارت مزید وسیع ہو گئی اور سیراف[16] کا شہر، جو خلیج فارس میں ہے، چینی تاجروں کی سب سے بڑی تجارت گاہ بن گیا۔ یہی وہ زمانہ ہے یعنی خاندان تانگ (618ء تا 907ء) کا ابتدائی عہد جس میں چینی تواریخ میں سب سے پہلے عربوں کا ذکر آتا ہے۔"[17]

اسلام کی آمد سے قبل عرب کے تجار چین کے علاقہ سیراف تک ہی جاتے تھے۔آہستہ آہستہ جب اہل چین کو مسلمانوں کی دیانت و امانت اور دینی تربیت نے متاثر کیا تو اسلامی تاجروں کو چین کے اندر دور تک آمد و رفت کی اجازت دے دی گئی۔اس طرح جب مسلمانوں کی تعداد بڑھ گئی تو انہوں نے وہاں مساجد تعمیر کیں اور مدارس قائم کیے۔چین کا صوبہ کانتون اسلام سے بہت متاثر ہوا۔جب چین کے بادشاہ اور مسلمان خلیفہ کے درمیان تجارتی روابط قائم ہو گئے تو چین میں اسلام کی برکات کے پھیلنے کے دروازے کھل گئے۔سٹین لی پول(1854۔1931ء)[18] چین میں اسلام کے فروغ کی بنیادی وجہ مسلمان تاجروں کی امانت و دیانت اور عالی نفسی قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وہ تجارتی معاملات میں امانت دار تھے اور کبھی خیانت کا ارتکاب نہیں کیا کرتے تھے، پھر جب وہ یہاں (چین میں) منصب قضا تک پہنچے اور حاکم بنے تو انہوں نے ظلم کیا نہ کبھی طرف داری سے کام لیا۔وہ عزت والے تھے اور عزت کرتے تھے۔وہ متعصب نہیں تھے بلکہ جہاں تک شریعت اسلامیہ اُنہیں اجازت دیتی وہ فراخ دل اور عالی نفس تھے۔وہ چینیوں کے ساتھ یوں مل جل کے محبت سے رہتے جیسے ایک ہی خاندان کے افراد رہتے ہیں۔"[19]

ابن بطوطہ(1304ء-1377ء) نے جب آٹھویں صدی ہجری میں چین کا سفر کیا تو مسلمانوں کے احوال بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"چین کے تمام شہروں میں مسلمانوں کے مکانات تھے۔ان کے ہر محلہ میں مسجد تھی جہاں وہ نمازیں ادا کرتے، وہ نہایت معزز اور محترم تھے۔"[20]

5۔جزائر ملایا اور سماٹرا میں اسلام کا فروغ

افریقہ اور وسطی ایشیا کے متعدد خطوں کی طرح مشرقی ممالک یعنی جزائر ملایا اور سماٹرا(Sumatra) وغیرہ میں بھی اسلام کا فروغ مسلمان تاجروں کے ذریعے ہی ہوا۔پروفیسر آرنلڈ(م1930ء) لکھتے ہیں:

"دسویں صدی سے پندرھویں صدی تک یعنی پرتگالیوں کی آمد سے پہلے مشرقی ملکوں کی تجارت پر عربوں کا پورا قبضہ تھا۔اس لیے ہم قدرے یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ انہوں نے دیگر مقامات کی طرح جزائر ملایا میں بھی قدیم زمانے ہی میں تجارتی بستیاں آباد کر لی تھیں۔اگرچہ عرب تاریخ

نگاروں کی تالیفات میں ان کا ذکر نویں صدی عیسوی سے پہلے نہیں ملتا، تاہم چینی تواریخ میں 674ء کے ذیل میں ایک عربی امیر کا ذکر آیا ہے جس کے بارے میں زمانۂ بعد میں قیاس کیا گیا ہے کہ وہ سماٹرا کے مغربی ساحل پر عربوں کی کسی نو آبادی کا حاکم تھا۔"(21)

پروفیسر آرنلڈ ملایا(Malaysia) میں اشاعت اسلام کے حوالے سے مزید لکھتے ہیں:

"عربی اور ہندی تاجروں کی کوشش کا نتیجہ تھا کہ جزائر ملایا میں دیسی مسلمانوں کی ایسی آبادیاں نظر آنے لگیں جن کا ذکر وہاں کی قدیم تاریخی کتابوں میں ملتا ہے۔جب یہ مسلمان تاجر ملایا کے تجارتی شہروں میں آباد ہو گئے تو انہوں نے دیسی عورتوں کے ساتھ شادیاں کر لیں اور ان بت پرست عورتوں اور ان کے گھرانوں کے غلاموں نے مسلمان ہو کر اہل اسلام کی ایک ایسی جماعت پیدا کر دی جس کے افراد نے اپنی تعداد بڑھانے میں حتی المقدور اپنی پوری کوشش صرف کی۔"(22)

6۔افریقہ میں اسلام کی اشاعت

شمالی افریقہ(North Africa) میں تو عہد خلافت میں ہی اسلام کی کرنیں پہنچ گئی تھیں۔ قبل از اسلام ہی افریقہ کے بعض ممالک میں عربوں کی آمد و رفت رہتی تھی۔ بعد از آں مسلمان تاجروں نے وہاں فروغ اسلام میں کلیدی کردار ادا کیا۔ مشہور مستشرق ٹی ڈبلیو آرنلڈ کے الفاظ قابل توجہ ہیں:

"ان تجار کے ساتھ ساتھ دعاۃ اسلام جو دراصل تجار ہی تھے، مسلمان تاجروں کے متعین کردہ تجارتی راستوں پر پیدل اور سوار چل کر ان علاقوں میں اسلام کی شمع روشن کرنے میں کامیاب ہو گئے جن راستوں پر چل کر مسلمان تاجر دنیا کے مختلف حصوں میں تجارت کرنے جایا کرتے تھے۔ حبشہ، صومالیہ اور افریقہ کے دوسرے ممالک مثلاً کینیا، یوگینڈا، تانگانیکا(Tanganyika) وغیرہ اسلام کے سایہ عاطفت تلے آگئے۔ دراصل ان ممالک کی فتوحات شمشیر و سناں سے زیادہ مسلمان تجار کی صداقت و عظمت کی مرہون منت ہیں۔"(23)

7۔یورپی ممالک میں تہذیبِ اسلامی کا فروغ

مغرب میں تہذیبِ اسلامی کے فروغ میں تاجروں کی اہمیت کا یہاں سے اندازہ لگائیں کہ مشرقی ممالک کا مالِ تجارت بڑی حد تک عرب تاجروں کے توسط سے ہی مغربی ممالک تک پہنچتا تھا۔ عرب تاجر دو ہزار برس قبل مسیح سے برابر مشرق و مغرب کے تجارتی تعلقات میں ایک پل کا کردار ادا کرتے رہے ہیں۔رابرٹ بریفالٹ (1874ء-1948ء) عربوں کے یورپ کے ساتھ تجارتی تعامل اور اس کے اثرات کے بارے میں لکھتا ہے:

''اس قسم کے مناظر اکثر دیکھنے میں آئے کہ بشپ گرجے میں عبادت کر رہا ہے اوراس کی(عرب سے درآمد کردہ) عبا پر قرآنی آیات کاڑھی ہوئی ہیں۔مرد تو ایک طرف رہے عورتیں بھی عربی قمیض اور جبہ بڑے فخر سے پہنتی تھیں،،(24)

فلپ کے ہٹی(Philip Khuri Hitti, 1886-1978)(25) سلطنت اسلامی کے روس اور فن لینڈ وغیرہ تک اثرات کا ثبوت دیتے ہوئے لکھتا ہے:

''عہد حاضر میں عربی سکّوں کے دفینے شمالی روس، فن لینڈ، سویڈن اور جرمنی جیسے دور دراز علاقوں سے دریافت ہوئے ہیں۔یہ دفینے اس بات کے شاہد ہیں کہ اس زمانے میں اور اس کے بعد کے زمانے میں مسلمانوں کی تجارت ساری دنیا میں پھیلی ہوئی تھی،،(26)

اٹلی اوراس کے مختلف شہروں پر مسلمانوں کے تجارتی اثرات کے حوالے سے سید عظیم لکھتے ہیں:

''یورپ کے بالا دست اور تجارتی طبقوں میں مسلمانوں کی دولت اور تہذیب وتمدن کے شہرے تو بہت تھے لیکن ان کی تجارت محدود تھی اور بڑھنا چاہتی تھی۔ تجارت کے تمام خشکی کے راستوں پر مسلمان فاتحین نے قبضہ کرر کھا تھا،،(27)

مسلمانوں کے وضع کردہ تجارتی اُصولوں کی یورپ میں پذیرائی کے بارے میں امریکی مؤرخ ڈاکٹر جان ولیم ڈریپر(John William Draper 1811-1882)لکھتا ہے:

''بارسلونا(Barcelona) کی بندرگاہ خلفائے اندلس کی بحری تجارت کا مرکز تھی، یہاں سے سیکڑوں جہاز مالِ تجارت سے لدے ہوئے اکناف عالم میں جاتے تھے۔مسلمانوں نے یہودی تاجروں کی مدد سے تجارت کے بہت سے اصول اختراع کیے۔جو رفتہ رفتہ یورپ کی تاجر جماعتوں تک پہنچے،،(28)

اس ساری تحقیق سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ابتدائے اسلام میں حضور نبی کریم a اورآپ کےاصحاب ا نے فروغِ اسلام کے لیے تجارت امکانات سے بھرپور فائدہ اٹھایا۔ صحابہ کرام ا نے بین الاقوامی سطح پر تجارت کو فروغ دیا جس کے نتیجے میں مسلمان تاجر دنیا کے ہر خطے میں پھیل گئے۔ قریش مکہ ہر سال ''رحلة الشتّاء،،(29) اور ''رحلة الصّیف'' کے نام سے سردیوں میں یمن اور گرمیوں میں شام و مصر وغیرہ کے تجارتی سفر کرتے تھے۔روسائے قریش میں سے عبد شمس نے حبشہ کے نجاشی سے، مطلب نے یمنی سرداروں سے اور نوفل نے ایران کے کسریٰ سے تجارت کو فروغ دینے کے لیے معاہداتِ ایلاف(30) حاصل کیے جو بعد میں اشاعتِ اسلام کے لیے استعمال ہوئے۔

عہد عباسی میں بغداد دنیا کا سب سے بڑا تجارتی مرکز تھا۔عرب مسلمانوں کے ایشیاء کے علاوہ افریقہ اور یورپ کے متعدد ممالک کے ساتھ گہرے تجارتی روابط تھے۔ تجارتی اور کاروباری حوالے سے بصرہ، موصل، سامرہ، کوفہ، آذر بائیجان، رے اور جدّہ بھی عہد عباسی کے معروف تجارتی مراکز تھے اور دیگر ریاستوں سے تجارتی قافلوں کا آزادانہ تبادلہ ہوتا

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1, 2024

رہتا تھا۔ مسلم تاجروں نے دنیا کے ہر خطے میں اسلام کے حیات بخش اور مؤثر القلوب پیغام کو پہنچایا۔ ان تاجروں کے ہی توسط سے آج انڈونیشیا، ملائشیا، فلپائن اور چین کے بیشتر علاقوں میں کروڑوں مسلمان دامن اسلام سے وابستہ ہیں۔ مختصر یہ کہ تجارت کے آزادانہ فروغ نے ایک نئی تہذیب اور نئے تمدن کو جنم دیا جو ''تہذیب اسلامی'' کے نام سے معروف ہوا۔ آج کا مسلمان بھی تجارت کے وسیع امکانات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے معاشی استحکام کے ساتھ ساتھ مخلوق خدا کو اسلام کی آفاقی صداقتوں سے آشنا کر سکتا ہے۔

خلاصۂ کلام

اس تحقیقی مضمون کے اہم نکات درج ذیل ہیں:

1. حضور a نے بھی ابتداءً مکہ کے تجارتی میلوں اور مجالس کو اپنی تبلیغی سرگرمیوں کا مرکز بنایا۔
2. بین الاقوامی تجارت سے تہذیبیں فروغ پذیر ہوتی ہیں۔ تجارت سے بڑھ کر تہذیب کے پھیلاؤ کا کوئی اور ذریعہ دنیا میں موجود نہیں ہے۔
3. جزیرہ نمائے عرب(Arabian Peninsula) سے باہر مثلاً ہندوستان، سری لنکا، مشرق بعید، یورپ، افریقی ممالک، بحر ہند کے جزائر اور بحر متوسط(Mediterranean Sea) کے جزائر میں اسلام کا پیغام تاجروں کے توسط سے ہی پہنچا۔
4. مسلمان تاجر مشرقی و وسطی افریقہ، بحر الکاہل جزائر اور چین تک گئے تو تجارت کی غرض سے تھے مگر تہذیبی و ثقافتی حوالے سے وہاں کا نقشہ بدل آئے۔
5. آٹھویں صدی عیسوی تک اہل علم اور صوفیاء کا یہ طریقہ تھا کہ وہ فروغ اسلام کے لیے تاجروں کے جہازوں کے ساتھ دور دراز کے سفر کرتے تھے، اس طرح ابتدائی تاجرانِ اسلام داعیانِ اسلام بھی تھے۔
6. عہدِ عباسی(750۔1258ء) میں تجارت کے آزادانہ فروغ نے ایک نئی تہذیب اور نئے تمدن کو جنم دیا جو ''تہذیب اسلامی'' کے نام سے معروف ہوا۔
7. انڈونیشیا اور ملائشیاء کے کروڑوں مسلمان ان تاجروں کی یاد دلاتے ہیں جو ان علاقوں میں بہ غرض تجارت گئے تھے۔
8. 'جزائر مالدیپ' اور 'لکادیپ' کی تمام آبادی مسلمان ہے جو عرب اور ایرانی تاجروں کے ذریعے سے مسلمان ہوئے تھے۔
9. بہمنی خاندان (1347ء تا 1490ء) اور بیجا پور کے حکمرانوں (1489ء تا 1686ء) کے عہد میں مسلمان مبلغین تاجروں اور سیاحوں کے ساتھ دکن آئے اور یہاں شمعِ توحید روشن کی۔
10. بیشتر مسلم ممالک کی فتوحات شمشیر و سناں سے زیادہ مسلمان تجار کی صداقت و عظمت کی مرہون منت ہیں۔

11. مختلف ممالک میں اسلام کے فروغ کی بنیادی وجہ مسلمان تاجروں کی امانت و دیانت اور عالی نفسی ہے۔

حوالہ جات وحواشی

(1)ابن سعد، ابو عبد اللہ محمد(168-230ھ)، الطبقات الکبریٰ، بیروت: دار بیروت للطباعہ والنشر، 1398ھ/1978ء، ج: 1، ص: 216-217۔

(2) غفاری، نور محمد، ڈاکٹر، نبی کریمa کی معاشی زندگی، لاہور، پاکستان: مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ، ۱۹۸۸ء، ص: 112۔

(3) خالدہ گیلانی، ڈاکٹر، خلافتِ عباسیہ کا معاشی نظام، لاہور، پاکستان: ادارہ ثقافت اسلامیہ، 2016ء، ص: 146۔

(4) یہ اعداد و شمار 1964ء کے ہیں جب ڈاکٹر غلام جیلانی برق کی کتاب " یورپ پر اسلام کے احسان" شائع ہوئی، اب ان ممالک میں مسلمانوں کی تعداد کئی گنا بڑھ چکی ہے۔

(5) گستاؤلی بان، ڈاکٹر، (1841-1930ء)(Civilisation des Arabes)، (ترجمہ: تمدن عرب از سید علی بلگرامی) ، لاہور، پاکستان: مقبول اکیڈمی، 1960ء، ص: 508۔

(6) برق، غلام جیلانی، ڈاکٹر(1901ء-1985ء)، یورپ پر اسلام کے احسان، لاہور، پاکستان: شیخ غلام علی اینڈ سنز، 1964ء، ص: 133۔

(7) رفیق احمد، ڈاکٹر، اسلامی ایشیا کا اقتصادی بلاک (فکر اقبال کی روشنی میں)، لاہور، پاکستان: شعبہ فلسفہ پنجاب یونیورسٹی لاہور، س ن، ص: 35۔

(8) غازی، محمود احمد، ڈاکٹر(۱۹۵۰ء-۲۰۱۰ء)، محاضرات معیشت و تجارت، لاہور، پاکستان: الفیصل ناشران و تاجران کتب، ۲۰۱۰ء، ص: 232۔

(9)اسحاق بھٹی، محمد(1925ء-2015ء)، بر صغیر میں اسلام کے اوّلین نقوش، لاہور، پاکستان: ادارہ ثقافت اسلامیہ، 1994ء، ص: 37۔

(10) پروفیسر ٹی ڈبلیو آرنلڈ (Prof. T. W. Arnold) ایک معروف برطانوی مستشرق اور مؤرخ تھے۔انہوں نے سر سید احمد خان کے کہنے پر اپنی معروف کتاب The preaching of Islam تصنیف کی۔یہ حکیم الامت علامہ محمد اقبال اور سید سلیمان ندوی(1884ء- 1953ء) کے استاد تھے۔

(11) آرنلڈ، ٹی ڈبلیو، پروفیسر (1864ء-1930ء)، دعوت اسلام (The Preaching of Islam)، ترجمہ: ڈاکٹر شیخ عنایت اللہ، لاہور، پاکستان: محکمہ اوقاف پنجاب، 1972ء، ص: 268۔

(12) ایضاً، ص: 269۔

(13) ایضاً، ص: 272۔

(14) البنوک الاسلامیہ قاہرہ عدد 18، شعبان 1401 ھ، جون 1981م، ص: 45۔

(15) آرنلڈ، ٹی ڈبلیو، پروفیسر، دعوت اسلام، ص: 291۔

(16) یہ ایک قدیم شہر ہے جو ایران کے جنوب میں صوبہ بوشہر میں واقع ہے۔ ایران کے ساحل پر سیراف (Siraf) کی بندرگاہ ہے۔ بندرگاہ ہونے کی وجہ سے سیراف میں ہمہ وقت ہر قسم کی سمندری اشیاء موجود ہوتی تھیں جو کہ یہاں سے دنیا کے دیگر ممالک کو برآمد کی جاتی تھیں۔

(17) آرنلڈ، ٹی ڈبلیو، پروفیسر، دعوت اسلام، ص: 291۔

(18) اسٹینلے ایڈورڈ لین پول (Stanley Lane-Poole) برطانیہ کا معروف مستشرق اور آثار قدیمہ کا ماہر تھا۔ اس کا تعلق مستشرقین کے ایک مشہور گھرانے سے تھا۔ اسٹینلے لین پول لندن میں پیدا ہوئے، اٹھارہ سال تک (1874 سے 1892ء) تک برٹش میوزیم میں ملازمت کی۔ اس کے بعد مصری آثار قدیمہ پر تحقیق کے لیے مصر چلے گئے۔

(19) اسٹینلے ایڈورڈ لین پول (Stanley Lane-Poole)، اسلام ان چائنا، ص: 46۔

(20) ایضاً۔

(21) آرنلڈ، ٹی ڈبلیو، پروفیسر، دعوت اسلام، ص: 350۔

(22) ایضاً، ص: 391۔

(23) آرنلڈ، ٹی ڈبلیو، پروفیسر، دعوت اسلام (The Preaching of Islam) (ترجمہ: ڈاکٹر شیخ عنایت اللہ)، ص: 381۔

(24) رابرٹ سٹیفن بریفالٹ (The Making of Humanity by Robert Stephen Briffault= تشکیل انسانیت)، ترجمہ: مولانا عبد المجید سالک (1894۔1959ء)، ص:268۔

(25) فلپ کے ہٹی (1886-1978) ایک لبنانی امریکی پروفیسر تھے۔ ہٹی نے عرب اور مشرق وسطی (Middle Easte) کی تاریخ، اسلام اور سامی زبانوں پر گہری تحقیق کی اور History of the Arabs جیسی شہرہ آفاق کتاب تصنیف کی۔

(26) Phlip k Hitti, History of the Arabs from the Earliest Times to the Present, P. 305

(27) سید عظیم، تجارتی لوٹ مار کی تاریخ اور نام نہاد آزاد منڈی کی معیشت، لاہور، پاکستان: دار الشعور، 2006ء، ص: 76۔

(28) ڈاکٹر جان ولیم ڈریپر (History of the Conflict Between Religion and Science) (ترجمہ: معرکہ مذہب و سائنس از سید علی بلگرامی) لاہور: الفیصل ناشران، 2013ء، ص: 427۔

(29) القرآن، قریش، 106: 2۔

(30) یعقوبی، احمد بن ابی یعقوب بن جعفر الکاتب العباسی (م ۲۸۴ھ/۸۹۷ء)، کتاب البلدان، بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، 1422ھ۔، ج: 1، ص: 201۔